عظمت پیغمبرؐ نہج البلاغہ کی روشنی میں

ڈاکٹر ریحان حسن، لکھنؤ

نہج البلاغہ ایک ایسی کتاب ہے جو تقریباً ہر موضوع کا احاطہ کرتی ہے۔ اس بنا پر اسے تحت کلام خالق فوق کلام المخلوق کا درجہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت علیؑ کے مختلف مواقع پر دیئے گئے خطبات، لکھے گئے مکتوبات اور کلمات قصار کے ایک ایک فقرے میں معانی کے اتھاہ سمندر موجزن نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہر چیز کی حقیقت وماہیت کو سمجھنے اور پرکھنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث پیغمبرؐ کے بعد نہج البلاغہ کی جانب نگاہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ حقائق کا صحیح درک ہو سکے۔ خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ومنزلت سے آگاہی کی بات ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ مرسل اعظم کی عظمت وفضیلت کا تذکرہ جس انداز سے حضرت علیؑ کر سکتے ہیں کسی دوسرے کے لئے اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ اور ہر ذی شعور اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ کسی بھی شخصیت کے فضائل وکمالات کو اس سے دریافت کیا جائے جسے اس شخصیت کے ساتھ رہنے کا موقع سب سے زیادہ میسر ہوا ہو۔ اس اعتبار سے اگر ہم حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰؐ کے فضائل وکمالات سے باخبر ہونا چاہیں تو ہمیں حضرت علیؑ کی جانب سب سے پہلے رجوع کرنا پڑے گا اور اس سلسلے میں ہماری مکمل رہنمائی حضرت علیؑ کے خطبات وارشادات کا مجموعہ نہج البلاغہ ہی کر سکتی ہے۔ کیونکہ حضرت علیؑ کی ذات گرامی وہ ہے کہ جو حضور اکرمؐ کے ساتھ ابتدا سے وفات تک سایہ کے مثل رہی اور انہیں ہی سب سے زیادہ آپ کی سیرت وکردار کو دیکھنے کا موقع ملا۔

تاریخ شاہد ہے کہ رسول خداؐ حضرت علیؑ سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور حضرت علیؑ بھی ختمی مرتبتؐ کے بے انتہا شیدائی تھے۔ اور حضرت علیؑ ہی نے حضور اکرمؐ کی سیرت کا قریب سے جائزہ لیا تھا۔ لہٰذا رسول خداؐ کے بارے میں جو بھی بیان کیا وہ بے کم وکاست حق ہے۔ اگر ہم حضرت علیؑ کے ان فرامین کا جو حضور سے متعلق ہیں، مطالعہ کریں تو آپ نے جس انداز سے حضور اکرمؐ کی مدح وثنا کی ہے ویسی مدح وثنا ہمیں دیگر ثنا خوان محمدؐ کے یہاں نظر نہیں آتی۔ آپؑ نے نہج البلاغہ میں بے شمار جگہوں پر حضرت محمد مصطفیٰؐ کی عظمت ومنزلت سے عالم انسانیت کو اس قدر محکم اور مہتم بالشان انداز

سے متعارف کرایا ہے کہ حضور اکرمؐ کے آباء واجداد کی عظمت ومنزلت سے انسان بخوبی واقف ہوجاتا ہے اور محمدؐ کی عظمت ورفعت اور ان کے اسلاف کی پاکیزگی وشرافت کا اقرار کرنے پر بھی مجبور ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

"اختاره من شجرة الانبياء ومشكاةالّضياء وذؤاية العلياء وسرّة البطحاء ومصابيح الظلمة ويبانيع الحكمة۔"

''انہیں انبیاء کے شجرہ روشنی کے مرکز، بلندی کی جبین، بطحاء کی ناف اور اندھیرے کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں سے منتخب کیا''۔[۱]

ایک اور جگہ مرسل اعظم ﷺ کے اسلاف کا ذکر کچھ اس انداز سے کرتے ہیں:

فاخرجه من افضل المعادن منبتاً واغز الارومات مغرساًمن الشجرة التى صدع منها انبيائهٗ وانتخب منها امنائهٗ عترته خير العتر، واسرته خير الاسر، وشجرته خير الشجر، بنتت فى حرم، وبسقت فى كرم، لها فروع طوال وثمره لاتنال فهو امام من اتقى وبصيرة من اهتدى،سراج لمع ضوءه ـ وشهاب سطح نوره وزند برق لمعه سيرته القصد و سنته الرشد۔ وكلامه الفصل وحكمه العدل۔

''وہ ایسے معدنوں سے تھے جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین اور ایسی اصلوں سے کہ جو نشوونما کے لحاظ سے بہت زیادہ باوقار تھیں پیدا کیا اسی شجرہ سے کہ جس سے انبیاء پیدا کئے اور جس میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ ان کی عزت بہترین عزت ان کا قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے جو سرزمین حرم پر اگا اور بزرگی کے سایہ میں بڑھا جس کی شاخیں دراز اور پھل دسترس سے باہر ہیں۔ وہ پرہیزگاروں کا امام، ہدایت حاصل کرنے والوں کے لئے سرچشمۂ بصیرت ہیں وہ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی لودیتی ہے اور ایسا روشن ستارہ جس کا نور ضیاپاش اور ایسا چقماق جس کی ضو شعلہ فشاں ہے۔ ان کی سیرت (افراط وتفریط سے بچ کر) سیدھی راہ پر چلنا اور سنت ہدایت کرنا ہے۔ ان کا کلام حق وباطل کا فیصلہ کرنے والا اور حکم عین عدل ہے''۔[۲]

حضرت علیؑ نے اپنے اس خطبہ میں نہ صرف یہ کہ حضور اکرمؐ کے اسلاف مطہرہ کی نجابت وشرافت بزرگی وبرتری سے واقف کرایا ہے بلکہ حضور کی ذات والا صفات کی خوبیوں سے بھی انسانوں کو اس حسین انداز میں روشناس کرایا ہے کہ عالم انسانیت پیغمبر اعظمؐ کی سیرت وکردار سے فیضیاب

ہونے کی سعی کرے۔ ختمی مرتبت کی عظمت ومنزلت کا ذکر کرتے ہوئے یہ باور کردیا ہے کہ حضور اکرمؐ ایسے عہد میں اس خاکدان عالم پہ آئے جب کہ:

ارسله علی حین فترة من الرسل ـ وطول هجعة من الامم واعتزام من الفتن وانتشار من الامور وتلظ من الحروب والدنیا کا سفة النور ظاهرة الغرور علی حین اصفرار من ورقها وایاس من ثمر ها واغورارمائها ـ قددر ست منار الهدیٰ۔وظهرت اعلام الردیٰ ، فهی متجهمةٌ لاهلها عابسة فی وجه طالبها ثمرها الفتنة وطعامها الجیفة۔ وشعارها الخوف ودثارها السیف۔

’’رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور ساری امتیں مدت سے پڑی سورہی تھیں۔ فتنے سراٹھا رہے تھے۔ سب چیزوں کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔ جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ دنیا بے رونق وبے نور تھی اور اس کی فریب کاریاں کھلی ہوئی تھیں۔ اس وقت اس کے پتوں میں زردی دوڑی ہوئی تھی اور پھلوں سے ناامیدی تھی۔ پانی زمین میں تہ نشین ہو چکا تھا۔ ہدایت کے مینار مٹ گئے تھے۔ ہلاکت وگمراہی کے پرچم کھلے ہوئے تھے اور دنیاوالوں کے سامنے کڑے تیوروں سے اور تیوری چڑھائے ہوئے نظر آرہی تھی۔ اس کا پھل فتنہ تھا اور اس کی غذا مردار تھی۔ اندر کا لباس خوف اور باہر کا پہناوا تلوار تھا۔‘‘ [۳]

نہج البلاغہ کے خطبہ میں ایک اور مقام پر آنحضرتؐ کے عہد کے حالات وکوائف کا ذکر کچھ اس انداز سے ملتا ہے: والناس ضلال فی حیرة وخابطون فی فتنة قد استهوتهم الاهواء واستزلتهم الکبریا استخفت هم الجاهلیة الجهلاء۔ حیاری فی زلزال من الامر، وبلاء من الجهل ‘‘

’’اور لوگ حیرت وپریشانی کے عالم میں گم کردہ راہ تھے اور فتنوں میں ہاتھ پیر ماررہے تھے۔ نفسانی خواہشوں نے انہیں بھٹکا دیا تھا اور غرور نے بہکا دیا تھا۔ اور بھرپور جاہلیت نے ان کی عقلیں اور حالات کے ڈانواڈول ہونے اور جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران وپریشان تھے۔ [۴]

مولائے کائنات نے حضور اکرمؐ کی آمد سے قبل کی دنیا کے حالات اور اس عہد کے ماحول کی عکاسی اس خطبہ میں اس انداز سے کی ہے کہ انسان کو اس زمانے کے عادات واطوار، بودوباش، جبلت وخصلت کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے۔ جہالت وتاریکی میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے درمیان بقول حضرت علیؑ:

فبعث محمداﷺ بالحق ليخرج عباده من عبادة الاوثان الیٰ عبادته ومن طاعة الشيطان الى طاعة بقران قدبينه واحكمه ليعلم العباد ربهم اذجهلوه ۔ وليقروابه اذاجحدوه وليثبتوه بعداذ انكروه۔

''اللہ سبحانہ، نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کے بندوں کومحکم وواضح قرآن کے ذریعے سے بتوں کی پرستش سے خدا کی پرستش کی طرف ، اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال لے جائیں تا کہ بندے اپنے پروردگار سے جاہل وبے خبر رہنے کے بعد اسے جان لیں، ہٹ دھری اور انکار کے بعد اس کے وجود کا یقین اور اقرار کریں۔۵؎

حضرت علیؑ نے اپنے اس خطبہ میں پیغمبر اکرم کو خدا کی جانب سے عطا کردہ بے پناہ صلاحیتوں کی جانب ملتفت کرتے ہوئے یہ باور کرایا ہے کہ انسانوں کو اس کی عادت کے خلاف عبادت کا غلام بنانا بہت دشوار امر ہے۔لیکن تائید ایزدی سے حضور اکرمؐ نے ناممکن کو بھی ممکن بنادیا اور ختمی مرتبت نے یہ جوکھم بھرا بیڑا صرف خدا کی رضا وخوشنودی کی غرض سے اٹھایا تھا اور اس امر میں کسی قسم کی ذاتی غرض وابستہ نہ تھی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب وکامران بھی رہے جیسا کہ حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:

خاض الى رضوان الله كل غمرة ، وتجرع فيه كل غصة وقد تلون له الادنون وتألبّ عليه الاقصون وخلعت اليه العرب اعنتها،وضربت لمحاربته بطون رواحلها ، حتى انزلت بساحته عداوتها من ابعدالدار واسحق المزار۔

''اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر سختی میں پھاند پڑے اور جنہوں نے اس کے لئے غم وغصہ کے گھونٹ پیئے۔جن کے قریبیوں نے بھی مختلف رنگ بدلے اور دور والوں نے بھی ان کی دشمنی پر اقرار کرلیا اور عرب والے بھی ان کے خلاف بگٹٹ چڑھ دوڑے اور دور دراز جگہوں اور دور افتاد سرحدوں سے سواریوں کے پیٹ پر ایڑ لگاتے ہوئے آپ سے لڑنے کے لئے جمع ہوگئے اور عداوتوں کے (پشتارے) آپ کے صحن میں لا اتارے۔''۶؎

امیر المومنین حضرت علیؑ نے اپنے اس خطبے میں بھی اس عہد کے ماحول، رہن سہن اور حضور اکرمؐ کی صعوبتوں اور دشواریوں کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ مخالفت کی وہ گھنی باڑ نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے۔جن مخالفتوں اور مصیبتوں کا محمد مصطفیؐ کو سامنا کرنا پڑا تھا یقیناً جس پر ہول اور

دہشت ناک ماحول میں پیغمبر اعظم اس دنیا میں تشریف لائے تھے اس ماحول میں انسانوں کو صحیح راستہ پر لانا یا چلانا آسان کام نہیں تھا۔ لیکن حضورؐ اکرم اس دشوار گذار مرحلے کو اس طرح عبور کر گئے جیسا کہ کوئی ماہر تیراک طوفانی دریا کو عبور کرلیتا ہے چنانچہ حضرت علی نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

فبالغ ﷺ فی النصیحة، ومضٰی علی الطریقة، ودعا الی الحکمة والموعظة الحسنة

"محمد مصطفیٰ ﷺ نے انہیں سمجھانے بجھانے کا پورا حق ادا کیا۔ خود سیدھے راستے پر جمے رہے اور حکمت ودانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف انہیں بلاتے رہے۔ ۷

تبلیغ حق میں آپ کے طریقہ کار کی وضاحت حضرت علیؑ یوں بیان کرتے ہیں:

حتی ادریٰ قبساً لقابس، وانا رعلما لحابسٍ۔ ۸

یعنی یہاں تک کہ آپ نے ہر روشنی حاصل کرنے والے کے لئے روشنی فراہم کی اور سواری کے روکنے والے کے لئے درخشاں منارے بنادیے۔"

لیکن بعض ناعاقبت اندیش افراد نے حضور اکرمؐ کی رشد وتبلیغ سے کسب فیض نہ کیا اور نیزوں کی چمکتی ہوئی نوکیں اور تڑپتی ہوئی برچھیاں محمدؐ کے خون کی پیاسی اس لئے ہوگئیں کہ وہ لوگوں کو صحیح رہنمائی کررہے ہیں۔ لہذا وہ محمد مصطفیٰؐ پر پتھر برسانے لگے۔ کنکریاں مارنے لگے، راستوں میں کانٹے بچھانے لگے بالآخر پروردگار عالم نے لوگوں کے قلوب ان کی جانب جھکادئے جیسا کہ حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:

قدصرفت نحوه افئدة الابرار، وثنیت الیه ازمّة الابصار، دفن به الضغائن واطفابه الثوائر الّف به اخوانا، وفرّق به اقرانا، اعزّبه الذّلة واذلّ به العزّة ۔ کلامه بیان وصمة لسان۔

"ان کی طرف نیک لوگوں کے دل جھکادئے گئے اور نگاہوں کے رخ موڑ دئے گئے خدا نے ان کی وجہ سے فتنہ دبا دئے اور (عداوتوں کے) شعلے بجھادئے۔ بھائیوں میں الفت پیدا کی اور جو کفر میں اکٹھے تھے، انہیں علیحدہ علیحدہ کردیا (اسلام کی) پستی وذلت کو عزت بخشی اور (کفر کی) عزت وبلندی کو ذلیل کردیا ان کا کلام (شریعت) کا بیان اور سکوت (احکام کی) زبان تھی"۔ ۹

حضرت علیؑ نے اپنے اس حکیمانہ بیان میں حضور اکرمؐ کی خدا کے نزدیک منزلت وعظمت کو اجاگر کرتے ہوئے ان کے اخلاق وکردار سے عرب کے بدترین معاشرہ میں جو انقلاب بپا ہوا اس کی منظر کشی کرتے ہوئے یہ باور کرایا ہے کہ مرسل اعظمؐ کی ہی محنت شاقہ کی بدولت اسلام کو عزت

وعظمت کی دولت حاصل ہوئی اور کفر وشرک ذلیل وخوار ہوا۔ آپؐ منکرین خدا سے کس طرح برسر پیکار رہے اس کی وضاحت وصراحت حضرت علیؑ یوں کرتے ہیں۔

فجاهد فی سبیل المد برین عنه والعادلین به۔۱۰

''آپ نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو اس سے پیٹھ پھرائے ہوئے تھے اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرا رہے تھے۔''

تبلیغ حق کے سلسلے میں حضور اکرمؐ کی مساعی جمیلہ کا ذکر ایک دوسری جگہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

"الخاتم لما سبق۔ والفاتح لما انغلق۔ والمعلن الحق بالحق والدافع جیشات الاباطیل والدامغ صولات الاضالیل کما حُمّل فاضطلع قائما بامرک مستوفزا فی مرضاتک غیرناکل عن قدم۔ ولاواہ فی عزم واعیاً لوحیک حافظاً لعهدک ۔ ماضیاً علی نفاذامرک، حتی اوریٰ قبس القابس واضاء الطریق للخابط وهدیت به القلوب بعد خوضات الفتن۔ واقام موضحات الاعلام ونیّرات الاحکام ۔ فهو امینک المامون وخازن علمک المخزون وشهیدک یوم الدین وبعیثک بالحق ورسولک الیٰ الخلق" پہلی (نبوتوں کے) ختم کرنے والے۔ اور بند (دلوں کے) کھولنے والے اور حق کے زور سے اعلان حق کرنے والے، باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے، اور ضلالت کے حملوں کو کچلنے والے تھے، جیسا اور ان پر (ذمہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا، اس کو انہوں نے اٹھایا اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لئے مضبوطی سے جم کر کھڑے ہوگئے۔ نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا نہ ارادے میں کمزوری کو راہ دی۔ وہ تیری وحی کے حافظ اور تیرے پیمان کے محافظ تھے اور تیرے حکموں کو پھیلانے کی دھن میں لگے رہنے والے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈ ھنے والے کے لئے مشعلے بھڑکادیئے، اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کے لئے راستہ روشن کردیا۔ فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ کی وجہ سے ہدایت پائی۔ انہوں نے راہ دکھانے والے نشانات قائم کئے۔ روشن وتابندہ احکام جاری کیے، وہ تیرے امینؐ، معتمد اور تیرے علم مخفی کے خزینہ دار تھے اور قیامت کے دن تیرے گواہ اور تیرے پیغمبرؐ برحق اور خلق کی طرف فرستادہ رسولؐ تھے۔۱۱

امیر المومنین حضرت علیؑ اس خطبہ میں پیغمبر اکرمؐ نے اسلام کی تبلیغ واشاعت میں جو سعی وکوشش

کی اس کا ذکر اس اس انداز سے پیش کیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں سمودیا ہے۔اور آپ نے حضور اکرمؐ کے عزم واستقلال اور پامردی وجوانمردی کا بھی تذکرہ اس طرح کیا کہ انسان پیغمبرؐ اعظم کے عزم بالجزم کا قائل ہوجائے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ آپ نے حضور اکرمؐ کی عظمت ومنزلت سے نسل انسانی کو اس طرح روشناس کرایا ہے کہ انسان محمد مصطفیٰؐ کی عظمت کے سامنے سرتسلیم خم کرنے پر مجبور ہوجائے اور یہ اقرار کرے کہ حضورؐ اکرم کی ذات والا صفات ایسی ہے کہ جس کی نظیر دنیالانے سے قاصر وعاجز ہے جیسا کہ حضرت علیؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’لایوازی فضله ولایجبر فقده آضائت به البلاد بعد الضلالة المظلمة والجهالة الغالبة والجفوة الجافيه والناس يستحلّون الحريم ويستذِلّون الحكيم يحيون على فترة۔ ويموتون علىٰ كفرة ۔ ۱۲؎

’’نہ ان کے فضل وکمال کی برابری اور نہ ان کے اٹھ جانے کی تلافی ہوسکتی ہے۔ تاریک گمراہیوں اور بھرپور جہالتوں اور سخت ودرشت (خصلتوں) کے بعد شہروں (کے شہر) ان کی وجہ سے روشن ومنور ہوگئے جب کہ لوگ حلال کو حرام اور مرد زیرک ودانا کو ذلیل سمجھتے تھے۔ نبیوں سے خالی زمانے میں جیتے تھے اور گمراہی کی حالت میں مرجاتے تھے‘‘

حضرت علیؑ کے اس خطبے سے مرسل اعظمؐ کی فضیلت وعظمت کے علم کے مختلف دریچے کھل گئے۔

یقیناً حضرت علیؑ کے حضور اکرمؐ کے متعلق یہ کلمات فضیلت وعظمت بنی سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہی نہیں بلکہ زندگی کے سجانے اور سنوارنے کا بہترین نمونہ عمل بھی ہیں کیونکہ حضرت علیؑ کے ان خطبات کے ایک ایک فقرہ میں قرآن وحدیث کی روح اور حقیقی اسلام کی تعلیم مضمر ہے۔ بلاشبہ اگر حضرت علیؑ کے پیغمبرؐ اعظم کے متعلق ان کلمات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو عظمت نبیؐ کے سامنے انسان سرتسلیم خم ہوجائے اور حضور اکرمؐ کی اصلی اور حقیقی فضیلت وعظمت سمجھ میں آجائے۔

حوالے:

۱۔نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۶
۲۔نہج البلاغہ خطبہ ۹۲
۳۔نہج البلاغہ خطبہ ۸۷

۴۔نہج البلاغہ خطبہ ۹۳

۵۔نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۵

۶۔نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۲

۷۔نہج البلاغہ خطبہ ۹۳

۸۔نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۴

۹۔نہج البلاغہ خطبہ ۹۴

۱۰۔نہج البلاغہ خطبہ ۱۳۱

۱۱۔نہج البلاغہ خطبہ ۷۰

۱۲۔نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۹